تحقیقی نوادر | تقطیع متوسط ضخامت ۱۰۸ صفحات کتابت و طباعت خاصی

یہ کتاب محترمہ آمنہ خاتون ایم۔ اے کے جو مہارانی کالج میسور میں اردو فارسی کی لکچرر ہیں چند علمی وادبی مقالات کا مجموعہ ہے موصوفہ جیسا کہ انھوں نے دیباچہ میں ظاہر کیا ہے برسوں سے سید انشاء اللہ خاں انشا اور خصوصاً ان کی مشہور کتاب دریائے لطافت پر ریسرچ کر رہی ہیں چنانچہ اس مجموعہ کے اکثر مقالات اسی سلسلہ کی کڑی ہیں ان میں سے ایک مقالہ جو دریائے لطافت مرتبہ مولانا امتیاز علی خاں عرشی پر تنقید سے متعلق ہے اپریل ۱۹۵۸ء کے برہان میں شائع بھی ہو چکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ فاضلہ مصنفہ کے یہ سب مضامین اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کی نظر اردو ادب کی تاریخ۔ اس کے قواعد اور زبان کی ترقی کے مختلف ادوار پر بہت گہری اور محققانہ ہے اس زمانہ میں جبکہ اردو زبان سے متعلق تحقیق کا ذوق مردوں میں بھی کم ہوتا جارہا ہے۔ جنوبی ہند کی ایک خاتون کا یہ تحقیقی کارنامہ بہت زیادہ لائق تحسین وستائش اور مستحق داد ہے البتہ یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ محترمہ نے اس مجموعہ کے مقالہ " انشا کے شاگرد رشید سید جرلیف " میں اپنی بحث کی زیادہ تر بنیاد کلیات سودا کے اس قصیدہ پر رکھی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

کیا حضرت سودا نے کی اے مصحفی تقصیر ۔ کرتا ہے جو ہجو اس کی تو ہر صفحے میں تحریر

موصوفہ نے اس قصیدہ کو مرزا سودا کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کی بحث کا دارومدار اسی نسبت پر ہے حالانکہ کلیات سودا مطبوعہ مطبع مصطفائی ۱۲۷۰ھ کے فارسی دیباچہ میں مرزا مرحوم کے تلمیذ ظہور علی صاحب صاف لکھتے ہیں کہ یہ قصیدہ مرزا کا نہیں بلکہ خود ان کا اپنا ہے انھوں نے دیباچہ میں دیباچہ اور یہ قصیدہ لکھ کر کلیات میں شامل کرنے کی وجہ بھی بتائی ہے اور ایک دو مقام پر نہیں بلکہ کئی جگہ اس کی تصریح ہے کہ یہ قصیدہ مرزا کے شاگرد کا ہے حیرت ہوتی ہے کہ موصوفہ ایسی محققہ سے اتنی بڑی فروگذاشت کیوں کر ہو گئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہنا ہے کہ مصنفہ نے ان مقالات میں انشا کی جس والہانہ انداز میں تعریف و مدح اور اس کے بالمقابل نواب سعادت علی خاں رنگیں، شیخ مصحفی اور مولانا محمد حسین آزاد کی تنقیص و مذمت کی ہے وہ ایک